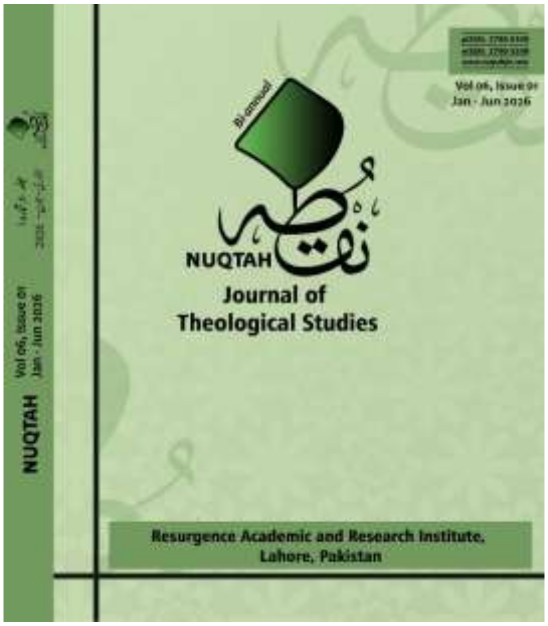

Nuqtah Journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages : English, Urdu, Arabic

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published by

Resurgence Academic and Research

Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

مجدد الف ثانیؒ کی اصلاحی فکر کے تحفظ و فروغ میں ڈیرہ غازی خان کے صوفیاء نقشبند کا کردار

The Role of Naqshbandi Sufis of Dera Ghazi Khan in the Preservation and Promotion of Mujaddid Alf Sani's Reformist Ideology

Manzoor Hussain

PhD Scholar Development of Islamic Studies & Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan
Contact no: 0345 7180081
Email: manzoorjarwar20@gmail.com

Dr Manzoor Ahmad

Assistant professor Department of Islamic Studies &Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan
Contact no : 03336818163
Email: drmamzoor67@yahoo.com

Published online: 30 Jan, 2026

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

Abstract

This article examines the contribution of Naqshbandi Sufis in Dera Ghazi Khan. It explores how they preserved the reformist ideology of Mujaddid Alf Sani. The study highlights the efforts of prominent Sufi figures in this region. These spiritual leaders focused on self-purification and moral training. They taught that true Sufism must align with the Shariah.

The author discusses their method of reform. These Sufis advised people to avoid sins and follow the Sunnah. They worked hard to eliminate un-Islamic customs and superstitions from the society. The paper also outlines their emphasis on social duties. They highlighted the importance of education and the rights of relatives. The study concludes that their struggle brought a positive change. Their teachings continue to influence the spiritual and social life of the people in Dera Ghazi Khan.

Keywords: Naqshbandi Order, Mujaddid Alf Sani, Dera Ghazi Khan, Self-Purification (Tazkiya-e-Nafs), Social Reform, Adherence to Shariah, Sufism, Spiritual Training, Rejection of Innovations (Bid'ah).

ڈیرہ غازی خان کے صوفیائے نقشبند نے اصلاحی فکر کے تحفظ اور فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ان صوفیا نے اپنی تعلیمات اور وعظ و نصیحت کے ذریعے لوگوں کو برائیوں سے دور رہنے اور نیکی کے راستے پر چلنے کی ترغیب دی۔ انہوں نے معاشرے میں پھیلی ہوئی جہالت، بدعات اور رسومات کو ختم کرنے کے لیے بھی کوششیں کیں۔ ان صوفیا نے نہ صرف لوگوں کی روحانی تربیت کی بلکہ ان کی سماجی اور معاشی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے بھی کام کیا۔

ڈیرہ غازی خان کے صوفیائے نقشبند کی تعلیمات کے اثرات آج بھی اس خطے میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان کی تعلیمات نے لوگوں کے دلوں میں نیکی اور تقویٰ کی روح پیدا کی ہے۔ ان کی کوششوں سے معاشرے میں ایک مثبت تبدیلی آئی ہے اور لوگوں میں انسانیت اور اخلاقیات کے اقدار کو فروغ ملا ہے۔

1. زندگی اور اخلاق وعادات سے متعلق اصلاح

1.1. زندگی کی کتاب

حضرت مولانا علی مرتضی نقشبندیؒ انسان کی زندگی کو ایک کتاب سے تشبیہ دیتے ہیں کہ جس طرح ایک مصنف کتاب لکھتا ہے تو ہر انسان اپنی کتاب خود لکھ رہا ہے چاہے وہ اپنی کتاب میں غلطیاں کرے یا صحیح لکھے اسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے۔ اس کی کتاب کا ہر ایک ورق ہر لفظ ہر نقطہ ہر چیز محفوظ ہے اور قیامت کے دن یہ اس کی کتاب اس کے سامنے ہوگی جس کی بنیاد پر اس کی قسمت کا فیصلہ ہوگا۔ یا تو یہ کتاب اسے جنت میں لے جائے گی یا پھر جہنم اس کا مقدر ہوگی۔ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:

"زندگی کی کتاب کے ورق برابر الٹ رہے ہیں، ہر آنے والی صبح ایک نیا ورق الٹ دیتی ہے۔ یہ الٹے ہوئے ورق برابر بڑھ رہے ہیں اور باقی ماندہ ورق برابر کم ہو رہے ہیں اور ایک دن وہ ہوگا جب آپ کی آنکھیں بند ہوں گی یہ کتاب بھی بند ہو جائے گی اور آپ کی یہ تصنیف محفوظ کر دی جائے گی۔ اب یہ قیامت کے دن کھلے گی۔ کبھی آپ نے غور کیا کہ اس کتاب زندگی میں کیا درج کر رہے ہیں؟ روزانہ کیا کچھ درج کر کے ورق الٹ دیتے ہیں، آپ کو شعور ہو یا نہ ہو آپ کی یہ تصنیف تیار ہو رہی ہے اور اس کی ترتیب اور تکمیل میں اپنی ساری قوتوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اس میں آپ وہ سب کچھ لکھ رہے ہیں جو آپ سوچتے ہیں، دیکھتے ہیں، چاہتے ہیں، کرتے ہیں اور کراتے ہیں۔ کسی دوسرے کو کچھ اختیار نہیں کہ ایک شوشہ بھی گھٹا یا بڑھا سکے۔ اس کتاب کے مصنف بھی تنہا آپ ہی ہیں اور صرف آپ اپنی کوشش سے ترتیب دے رہے ہیں۔ ذرا آنکھیں بند کریں اور سوچیں کل یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہوگی۔ شہنشاہ واحد القہار آپ سے کہے گا اپنا نامہ اعمال پڑھ۔ آپ خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہیں۔"[1]

1.2. اپنا امتحان خود لینا

ہر مسلمان کو کبیرہ گناہوں کے ساتھ ساتھ صغیرہ گناہوں سے بھی بچنا چاہیے۔ تاکہ قیامت کے دن اسے اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملیں اور اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر حاوی ہوں۔ حضرت مولانا علی مرتضی نقشبندیؒ نے اپنا محاسبہ کرنے کے لیے کچھ گناہ کے کاموں کی فہرست بیان فرمائی ہے جن کا تعلق عام انسان کے معمولات سے ہے۔ یہ وہ گناہ ہے جن میں آج کل کا معاشرہ غرق ہے۔ عام لوگوں کا ان گناہوں کی طرف دھیان نہ ہے۔ یہ گناہ جو انہوں نے بیان فرمائے ہیں کبیرہ گناہ ہیں اور ان سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ خدانخواستہ ان

میں سے اگر کوئی بھی گناہ ایک مسلمان سے سرزد ہو رہا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے۔

حضرت مولانا علی مرتضیٰ نقشبندیؒ فرماتے ہیں:

"اپنا امتحان لو کہیں آپ ان میں سے کسی گناہ میں تو مبتلا نہیں۔ اگر ایسا ہے تو فوراً توبہ کریں۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق قتل کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، یتیموں کا مال کھانا اور ان پر ظلم کرنا، غیبت کرنا یا سننا، خدا کی رحمت سے ناامید ہونا، وعدہ کر کے پورا نہ کرنا، امانت میں خیانت کرنا، کوئی فرض عبادت چھوڑنا، قرآن کریم حفظ کر کے بھلا دینا، جھوٹ بولنا، جھوٹی قسم کھانا، غیر اللہ کی قسم کھانا، اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا، بلا عذر نماز قضا کرنا، کسی مسلمان کو کافر یا بے ایمان کہنا، خدا کا دشمن کہنا، چوری کرنا، سود لینا، غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا، جوا کھیلنا، کافروں کی رسمیں پسند کرنا، گانا سننا، ٹی وی دیکھنا، حرام کھانا، ملامت کرنا، بدعت کرنا، شوہر کی نافرمانی کرنا، کھانے کو برا کہنا، اسلامی حکومت سے بغاوت کرنا، ناچ دیکھنا، کسی کا عیب ڈھونڈنا، پڑوسیوں کو تکلیف دینا، جادو کرنا، مردوں کو سونا یا ریشم پہننا، صلہ رحمی نہ کرنا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں جھوٹ بولنا، تکبر اور خود پسندی کرنا، ناپ تول میں کمی کرنا، جھوٹی شہادت دینا، شراب پینا، نماز باجماعت کو بلا عذر ترک کرنا، رشوت لینا اور دینا، کسی صحابی پر تنقید کرنا، کسی کو گالی دینا، خودکشی کرنا، داڑھی منڈوانا، ایک بالشت سے کم کرنا، مرد کا عورت اور عورت کا مرد کی شکل اپنانا، عورتوں کا شریعت کے مطابق پردہ نہ کرنا، پیشاب سے اپنے آپ کو نہ بچانا، مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا، ریا کرنا، تصویر بلا ضرورت دیکھنا یا رکھنا، تصویر والی جگہ جانا، دینی تعلیم کو دنیا کے لیے حاصل کرنا، حق بات کو چھپانا، چغلی کرنا، احسان جتلانا، لوگوں کو ہنسانا، کاہن اور نجومی کی بات کی تصدیق کرنا، کسی کی موت پر نوحہ کرنا اور بالوں کو نوچنا۔"[2]

1.3. زندگی بہت قیمتی ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندگی جیسی نعمت شغل میلے کے لیے نہیں دی بلکہ یہ زندگی ایک امتحان ہے۔ یہاں اگر کوئی بندہ وقت ضائع کرتا ہے تو وہ وقت اس کے لیے وبال بنے گا اور اسے جہنم کا راستہ دکھائے گا۔

حضرت مولانا علی المرتضیٰ نقشبندیؒ فرماتے ہیں:

"زندگی کا ہر سانس اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا خزانہ ہے زندگی کے ہر ایک لمحہ کی قدر کرو، زندگی کے یہ حسین لمحات بے کار نہ گزریں۔ ورنہ قیامت کے دن زندگی کا یہ خزانہ خالی پاؤ گے اور پھر پریشان ہونے کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔ اپنی زندگی کا ہر لمحہ حساب کرو کہ کس چیز میں خرچ ہو رہی ہے اور یہ کوشش کرو کہ فائدہ کے کام میں خرچ کرو، بے کار زندگی گزارنے سے اپنے آپ کو بچاؤ اور اپنے اندر کام کرنے کی عادت پیدا کرو تاکہ تم آئندہ زندگی میں خوش رہو"[3]

حضرت مولانا علی مرتضیٰ نقشبندیؒ مزید فرماتے ہیں:

"وقت دو دھاری تلوار ہے تم اسے اچھے عمل میں کاٹو۔ ورنہ تم غافل ہوئے تو یہ ہے تمہیں کاٹ دے گا، دوسرا یہ کہ اپنے نفس کی حفاظت کرو اسے اچھے اعمال میں مصروف رکھو ورنہ یہ تمہیں برے کاموں میں مصروف کر دے گا۔"[4]

1.4. برائیوں کی اصل جڑ

زندگی کو خوبصورت بنانا ہر انسان کا بنیادی فرض ہے، اور اس مقصد کے حصول کے لیے کئی اہم اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم اقدام ہے نفس پر غور و فکر کرنا اور اس کی تربیت و تزکیہ کرنا۔

نفس انسان کی روحانی اور اخلاقی قوتوں کا مجموعہ ہے۔ یہ انسان کو خیر و شر کے درمیان تمیز کرنے اور نیک اعمال کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ لیکن نفس کمزور بھی ہو سکتا ہے اور انسان کو گناہوں اور برائیوں کی طرف مائل کر سکتا ہے۔

خواجہ عبد العزیزؒ نے برائیوں کی اصل جڑ نفس کو قرار دیا ہے۔ پاکیزہ نفس برائیوں سے دور رہتا ہے اور نفس امارہ کا شکار بندہ ہمیشہ برائیوں میں گھر جاتا ہے۔ اسی لیے آپؒ فرماتے ہیں۔

"تمام برائیاں اور خرابیاں نفس کی بدولت ہی پیدا ہوتی ہیں اور اس سرکش کو زیر کر لیا تو معرفت الٰہی کے دروازے کھل جاتے ہیں اور منزل عرفان و آگہی کا صدر نشین بن جاتا ہے چھ چیزیں اپنے اوپر لازم کر لو۔"[5]

1. خداوند تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو۔
2. رسول مقبول ﷺ کی سنت کی پابندی کرو۔

3. حلال کھاؤ۔
4. دل آزاری سے بچو اگرچہ وہ آزار پہنچائیں۔
5. جن چیزوں سے روکا گیاہے ان سے دور رہو۔
6. حقوق کی ادائیگی میں جلدی کرو۔[6]

1.5. غیرت مند کی مثال

حضرت علامہ دوست محمد قریشی رحمت اللہ علیہ اپنے خطبات میں یہ مثال بکثرت بیان فرماتے کہ مکھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو گندگی پر بیٹھتی ہے دوسری شہد کی مکھی جو پھولوں اور درختوں پر گزارا کرتی ہے۔ شہد کی مکھی ضرورت کے تحت پانی وغیرہ کے لیے نلوں اور ٹوٹیوں پر آجاتی ہے۔ اگر کسی نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا فوراڈنگ مار کر اس کی طبیعت ٹھیک کر دیتی ہے لیکن گندگی والی مکھی جو ہڑ جاتی ہے اسے کوئی جو کچھ کہتا رہے وہ برداشت کرتی ہے۔ اس لیے ہمیشہ ذلیل بھی رہتی ہے۔ اگر شہد کی مکھی کو کہا جائے کہ اس کو ڈنگ کیوں مارا تو وہ کہہ سکتی ہے کہ اس نے اپنا ہاتھ میری طرف کیوں بڑھایا۔ مسلمان عورت شہد کی مکھی ہے اگر اس کی طرف کوئی غلط ہاتھ اٹھائے اس وقت ہاتھ کو کاٹ دے۔ کوئی نہیں پوچھے گا۔ گندی مکھی سے ہر کسی کو گھن آتی ہے۔[7]

1.6. عمل صالح

مالک حقیقی سے ڈر کر صدق دل سے جو شخص تقویٰ وپرہیز گاری اختیار کرتا ہے۔ وہ اس کے ماسوائے ہر وقت گزار رہتاہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾[8]

(حالانکہ ان کو اس کی کچھ خبر نہیں۔ وہ صرف ظن پر چلتے ہیں۔ اور ظن یقین کے مقابلے میں کچھ کام نہیں آتا)

جب تک نفس کی قدورت نہ مٹے دل سے قدورت ہر گز نہیں مٹ سکتی جب تک نفس العین اصحاب کہف کے کتے کی طرح رضائے الٰہی کے دروازے پر نہ بیٹھ جائے۔ دل میں ہر گز صفائی پیدا نہیں ہو سکتی جب تک صفائی کامل ہو گی اس وقت النفس المطمئنہ ۔۔۔۔ کا خطاب ہو گا اور درگاہ الٰہی میں کامیابی حاصل ہو گی۔ اس وقت اس عظمت اور جلال کا مشاہدہ ہو گا اور اس کی روح پرواز کر جائے گی۔ پھر ایک مدت تک اس حال میں رہنے کے بعد خاصان الٰہی میں ہو جائے گی اور خلیفۃ اللہ کہلانے کا مستحق ہو گا اور اسرار الٰہی اس پر منکشف ہوں گے۔ اب بندہ خدا کا حقیقی معنوں میں ہو گا۔ اس وقت اگر کسی مردہ دل پر گزر ہو گا تو وہ اس کو زندہ دل کر دے گا۔ اگر کسی گمراہ پر گزر ہو گا تو راہ ہدایت پر لے آئے گا۔ اگر کسی بدبخت پر گزر ہو گا تو اس کو نیک بنادے گا۔ اولیاء اللہ ابدال کے غلام ہیں۔[9]

2. تصوف اور روحانیت سے متعلق اصلاح

2.1. تصوف کی حقیقت

تصوف نفس کے تزکیہ کا نام ہے۔ اس کا مقصد اولیاء اللہ کی کرامات اور کشف نہیں اور نہ ہی کسی کا غیب کی خبریں بیان کرنا تصوف ہے۔ بلکہ تصوف کی اصل روح کو نہیں سمجھا گیا۔ مریدوں نے اپنے پیروں کی تعریف میں بہت سی مبالغہ آرائیاں کی ہے اور ان کے مرتبہ کو بڑھاچڑھا کر بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ حضرت مولانا علی المرتضیٰ نقشبندیؒ تصوف کی اصطلاح کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لغت کے اعتبار سے تصوف کی اصل "صوف" ہے اور حقیقت کے اعتبار سے اس کا رشتہ "صفا" سے ہونا چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تصوف دین کا ایک اہم شعبہ ہے جس کی بنیاد اخلاص پر ہے۔ خلوص فی العمل اور خلوص فی النیت ہی تصوف کی بنیاد ہیں، اور جس کی غایت تعلق مع اللہ اور حصول رضائے اللہ ہے۔ قرآن وحدیث کے مطالعے سے، نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ سے اور آثار صحابہؓ سے اس کی حقیقت کا ثبوت ملتاہے۔ تصوف کے لیے نہ کشف و کرامات شرط ہے نہ دنیا کے کاروبار نہ جھاڑ پھونک سے بیماری دور کرنے کا کام نہ مقدمات جیتنے کا نام تصوف ہے، نہ قبروں پر سجدہ کرنے کا نام، نہ ان پر چادریں چڑھانے کا نام، نہ ان پر چراغ جلانے کا نام تصوف ہے نہ آنے والے واقعات کی خبر دینے کا نام تصوف ہے، نہ اولیاء اللہ کو غیبی ندا کرنا، مشکل کشا جاننا، حاجت روا ماننا، نہ اس میں ٹھیکیدارہے کہ پیر کی ایک نظر سے مرید کی اصلاح ہو جاتی ہے اور سلوک کی دولت بغیر مجاہدہ کے اور بدون اتباع سنت کے حاصل ہو جائے گی، نہ اس میں کشف، الہام کا صحیح اترنا شرط ہے، نہ وجد و رقص کا نام تصوف ہے، یہ سب چیزیں لازم بلکہ عین تصوف سمجھی جاتی ہیں، حالانکہ ان میں سے کسی ایک چیز پر بھی تصوف اسلامی کا اطلاق نہیں ہوتا، بلکہ یہ ساری خرافات تصوف اسلامی کی عین ضد ہیں۔[10]

2.2. عارف اور متعرف میں فرق

عارف کا مطلب ہے جو حقیقت میں ہی ولی اللہ اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا ہو اور متعرف کا مطلب ہے کہ حقیقت میں وہ عارف نہ ہو بلکہ وہ عارف بننے کی کوشش کرے۔

اس سلسلہ میں حضرت مولانا علی المرتضیٰ نقشبندیؒ فرماتے ہیں:

"عارف ہر عمل کو فعل الہیٰ سمجھتا ہے جبکہ متعرف فکر اور سوچ کے بعد اسے فعل الہیٰ مانتا ہے۔"[11]

2.3. سلسلہ نقشبندیہ میں محرومی نہیں

ایک روز حضرت پیر سواگ نے سلسلہ نقشبندیہ کے بارے میں فرمایا کہ:

"در طریقہ ما محرومی نیست"

یعنی اس طریقہ نقشبندیہ میں محرومی نہیں ہے۔ جو شخص طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہو جائے محروم نہیں رہتا۔ اس طریقہ عالیہ کی برکت سے انشاءاللہ مرتے وقت ایمان سلامت لے جائے گا۔[12]

2.4. رابطہ شیخ دافع خطرات

حضرت پیر سواگ نے ایک روز ارشاد فرمایا:

"مبتدی جب ولایت صغریٰ میں سلوک طے کر رہا ہو تو اس کے دل میں بہت سے خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے رابطہ ایک شیخ کو مستحکم کر کے خطرات کو دفع کرے اور تمام قصور اپنے ذمہ لگائے۔ کیونکہ مرشد کامل کا وجود ایک آئینے کی طرح ہے۔ مبتدی طالب کو اپنے عیب بطور عکس شیخ میں دکھائی دیتے ہیں اور مبتدی باطنی نظر میں قصور کی وجہ سے گمراہ ہو جاتا ہے۔ ولایت صغریٰ کو طے کرنے کے بعد اگرچہ خطرات وارد ہوتے ہیں مگر ان سے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا، بلکہ ترقی مدارج کا باعث ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ مرشد کے متعلق اعتقاد میں کوئی خلل واقع نہ ہو اور نسبت جلی سے کئی قسم کے مبشرات نمایاں ہوتے ہیں۔ مگر ان کے ظہور سے خوش نہ ہو اور نہ ان کے ملحوظِ خاطر ہو کیونکہ یہ ابتدائی چیز ہے، مقصود بالذات نہیں۔[13]

2.5. شیخ کی ضرورت

تصوف کے مقام طے کرنے کے لیے اور حقیقی اسلام حاصل کرنے کے لیے پھر ایک کامل سے بیعت ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ ابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ٣٥﴾ المائدۃ:35

کہ میری بارگاہ عالی میں پہنچنے کے لیے وسیلہ پکڑو اور میرے راستے میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

شیخ بایزید بسطامی فرماتے ہیں:

"مَنْ لَا شَيْخَ لَهُ فَإِمَامُهُ الشَّيْطَانُ.[14]

("جس شخص کا کوئی شیخ نہیں شیطان اس کا امام ہے۔)

حضرت ابو علی دقاقؒ فرمایا کرتے تھے:

"مَنْ لَا شَيْخَ لَهُ فَهُوَ كَالشَّجَرَةِ بِغَيْرِ ثَمَرٍ"[15]

(کہ جس کا کوئی پیر نہیں وہ بے پھل درخت کی مانند ہے۔)

بغیر مربی کے تربیت نہیں ہو سکتی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا بھیجنا اور اولیاء کرام کا وجود تربیت کے لیے ہے مگر پیر پکڑنے میں احتیاط لازمی ہے۔ پیر کامل کی شناخت آسان نہیں۔ سب سے پہلے پیر کامل کی نشانی یہ ہے کہ وہ شریعت کی اتباع کرے، قول و فعل میں بھی، اور دوسری پیر کی نشانی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صدق دل اور اخلاص کے ساتھ دو تین روز اس کی صحبت میں رہے تو اس کا دل دنیا سے ہٹ جائے اور خدا تعالیٰ کی طرف مائل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت اسے حاصل ہونے لگے اور اسے دیکھ کر خدا یاد آئے۔ اگر ایسا پیر مل جائے تو موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے بیعت کر لینی چاہیے۔

بیعت سنت ہے صحابہ کرام نے بھی حضور ﷺ سے بیعت کی تھی۔ پیر کامل کے ہاتھ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور پیران کبار کا ہاتھ ہوتا ہے ایسے شخص کے ہاتھ میں

جب ہاتھ دے دیا جائے تو پھر اس کو نہ چھوڑا جائے۔

خواجہ فقیر محمد بارویؒ نے فرمایا:

"ہاں اگر ایسا کامل پیر سالک اگر اپنے کسی ناقص نائب کو سپرد کر دے تو اس کو بھی اس کامل اور اکمل کا ہاتھ تصور کرے اور اس کے ساتھ وہی عقیدت رکھے کیونکہ وہ کامل کا سپرد کیا ہوا ہے۔ اس کا انکار اکمل کا انکار ہے۔"

طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں جیسا کہ کہا گیا ہے حصول درجات کے لیے روئے شیخ یعنی حضوری شیخ، یا صحبت شیخ ضروری ہے۔ کامل شیخ کی صحبت میں بیٹھنے والے سالک کی خدمت میں بیٹھ کر بوئے شیخ حاصل کی جائے۔ شیخ کی گفتگو یعنی جس مجلس میں بیٹھے اپنے پیر کی باتیں کرے نوافل ذکر واذکار تلاوت قرآن پاک کے علاوہ تصوف کی کتابیں پڑھی بغیر آداب طریقت کوئی کام نہ کرے۔[16]

2.6. مقامات مقدسہ کسوٹی ہیں

ایک روز حج کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی حضرت پیر سواگ نے ارشاد فرمایا:

"کہ جو لوگ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روزہ رسول ﷺ کر کے واپس آتے ہیں تو یہ مقامات مقدسہ کسوٹی کی مانند ہیں۔ یا تو حاجی اس جگہ سے ایمان کامل لے کر آتا ہے یا ایمان سے خالی ہو کر آتا ہے۔"

چنانچہ بعض لوگ جب حج سے واپس اتے ہیں تو پہلے سے زیادہ نیک ہو جاتے ہیں اور بعض کی حالت بہت خراب ہو جاتی ہے۔[17]

2.7. ترویج سلسلہ

حضرت پیر بارو نے ایک سال عید الفطر کے موقع پر آپ کو جب خلافت سے سرفراز فرمایا اور اپنی زندگی میں ہی آپ کو بیعت کرنے اور سلسلہ عالیہ کے اشاعت کی اجازت دی۔ اب باکمال ادب واحترام اس حکم کی تعمیل کرتے رہے اور مسجد کے کونے میں چھپ کر بیعت فرماتے۔ حضرت پیر بارو کے وصال پُر ملال کے بعد آپ ہی سجادہ نشین آستانہ عالیہ بارویہ رہے۔ ہزاروں روحانیت کے پیاسے لوگ آپ کے چشمہ برکات سے فیض یاب ہوئے۔

آپ کے فیوض وبرکات خانقاہ تک ہی محدود نہیں۔ دوسرے مسالک مذاہب کے لوگ بھی آپ کے فیض یافتگان تھے۔

چوک سرور شہید ضلع مظفر گڑھ کے نواح میں واقع ہندوؤں کی ایک پوری بستی آپ کے دست حق پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ لیہ اور علاقہ کے دوسرے حصوں سے تعلق رکھنے والے کئی عیسائیوں نے بھی اسلام کے سعادت آپ ہی کے توسط سے حاصل کی۔ آپ نے نہ صرف تلقین وارشاد سے ان نومسلموں کو نوازا بلکہ تعلیمات اسلامیہ کی غرض سے معلم بھی متعین فرمائے تاکہ حقانیت دین ان کے قلوب میں راسخ ہونے تک ان حضرات کی رہنمائی کی جاتی رہی۔[18]

2.8. تصوف اور اخلاق میں عوام کی اصلاح

تبلیغ کے ساتھ ساتھ تصوف واخلاق میں بھی اللہ کے فضل سے علامہ قریشیؒ نے جو کارنامے انجام دیے وہ ایک کرامت کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ آپ سال کا اکثر حصہ تبلیغی دوروں میں رہتے دن بھر کا سفر عموماً ظہر کے بعد اور اڑھائی گھنٹے کا خطاب بہت تھکا دینے والا کام ہے۔ لیکن جب نماز مغرب سے فراغت ہوتی تو جیسے کوئی تھکاوٹ کا اثر نہیں ہر علاقہ میں مریدوں کی ایک خاصی تعداد موجود ہوتی وہ سب شام کو جمع ہو جاتے مغرب کے بعد مجلس ذکر قائم ہوتی ہر ایک کو ذکر قلبی کی تلقین، غلطیوں اور کوتاہیوں پر تنبیہ، پھر انگلی سے اسباق کو تازہ کرنا، اس کے ساتھ ساتھ متوسلین کے حالات کا بغور جائزہ لینے کے بعد پھر مراقبہ نقشبندی طریقے پر شروع ہو جاتا اس مراقبہ کی لذت وچاشنی بہت زیادہ تھی۔ جو کوئی ایک دفعہ اس کا لطف اٹھالیتا وہ ہمیشہ اسی مراقبہ کی تلاش میں سرگرداں رہتا۔[19]

2.9. تبلیغ دین اور اشاعت مذہب کی ترغیب

ایک دفعہ خواجہ فضل علی قریشیؒ موضع انڑوئی تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے لوگوں کو اللہ اللہ سکھایا اور اس کی ترغیب دی۔ آپ نے فرمایا:

"اسلام پہلے کمزور تھا، رفتہ رفتہ بڑھا اور ترقی کرتا گیا۔ ابتدا میں اللہ کے سچے رسول ﷺ نے اسلام کی تلقین کی اور دین حق کی تبلیغ فرمائی۔ جس سے صدیق اکبرؓ اور چند افراد مسلمان ہوئے پھر حضرت ابو بکرؓ نے اپنی قوم کو تبلیغ کی، جس کے نتیجے میں چند افراد مسلمان ہوئے، پھر دن بدن ترقی ہونے لگی۔ اگرچہ کافروں نے اسلام کے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی اور غریب مسلمانوں کو ستایا۔ مگر مٹھی بھر مسلمانوں نے ہمت نہ ہاری۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے کچھ عرصہ میں مشرق سے مغرب تک اسلام کا نور پھیلا دیا۔"[20]

اس پر مذکورہ جگہ کے لوگوں نے آپ کی بات سے گہرا اثر لیا۔ اور وہاں کے لوگوں کی اکثریت متقی اور پرہیزگار بن گئی۔ مساجد و مدارس آباد ہو گئے اور لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہونے لگے۔

آپؒ جہاں بھی تشریف لے گئے لوگوں کو دین اسلام کی طرف بلایا اور انہیں علم سیکھنے کی تلقین فرمائی۔ کہ ایک جگہ آپ لوگوں سے اس طرح مخاطب ہوئے:

مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا ذکر سیکھو، شریعت کا علم حاصل کرو اور اس پر عمل کرو۔ اللہ والوں کی بڑی شان ہے میں بادشاہ کے مقبرے پر گیا۔ کوئی اس کی قبر نہ بتا سکا۔ وہاں ایک مجوسی خاکروب بیٹھا تھا۔ اس جہان فانی میں اسے کیسا کرّوفر، ملک و مال دنیا حاصل تھا، فوج موجود رہتی تھی۔ مگر مرنے کے بعد قبر کا پتہ کوئی نہیں دیتا پھر میں حضرت محبوب الٰہیؒ کے مزار پر حاضر ہوا۔ لوگ وہاں فاتحہ اور دعا میں مشغول پائے۔ جو آپ کے وسیلہ سے اپنی حاجات اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے تھے۔ ہندو اور انگریز بھی سلام کر رہے تھے۔ امیر و فقیر سب بزرگوں کے مزارات پر جاتے ہیں، شہنشاہی دونوں جہاں میں ان حضرات کی ہے کیا عجیب بادشاہی ہے۔

چاکری خواہ ہند از اہل جہاں[21]

(چاکری چاہے ہندوستان کی ہو یا دنیا والوں کی۔)

2.10. استاد کی ضرورت

حصول علم کا فوری اور سہل ذریعہ استاد یعنی معلم ہے۔ استاد ہی وہ شخصیت ہے جو علم کی روشنی پھیلاتا ہے اور طلباء کو علم و حکمت سے آراستہ کرتا ہے۔ استاد طلباء کو نہ صرف علم کی تعلیم دیتا ہے بلکہ انہیں اخلاقیات اور کردار سازی کی بھی تربیت دیتا ہے۔

معاشرے میں استاد کا مقام بہت بلند اور اہم ہے۔ وہ معاشرے کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور نسل نو کو ایک روشن مستقبل کی طرف گامزن کرتا ہے۔ استاد کو معاشرے کا معمار، روشنی کا مینار، مربی اور معالج بھی کہا جاتا ہے۔

ہر کام کرنے کے لیے استاد کی ضرورت ہوتی ہے استاد کے بغیر کوئی کام تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا اسی لیے حضرت مولانا علی مرتضی نقشبندی فرماتے ہیں:

"بذات خود پڑھ کر یا سن کر کرنے سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا۔ ہر کام کے لیے استاد کی ضرورت ہے۔ اس طرح ذکر بھی کسی اللہ والے سے سیکھنا چاہیے "[22]

حضرت مولانا علی مرتضی نقشبندی مزید فرماتے ہیں:

"پیر و شیخ کی مثال کنویں کی سی ہے اگر کسی کو پانی پینا ہو گا تو خود کنویں کے پاس آئے گا۔ پیر کا کام تو صرف کنویں سے پانی نکال کر پلا دینا ہے۔ پس اگر ذکر سیکھنا ہو تو کسی اللہ والے کی صحبت ڈھونڈو، اختیار کرو، ذکر سیکھو پھر محنت کرو۔"[23]

3. خاندانی اور معاشرتی تعلقات سے متعلق اصلاح

3.1. مکمل انسان کون؟

حضرت مولانا علی مرتضی نقشبندیؒ یونانی فلاسفر ارسطو کا ایک قول نقل کرتے ہیں کہ:

"ارسطو سے کسی نے مکمل انسان کی تعریف پوچھی۔ اس نے کہا: جو مایوس نہ ہو، کامیابی پر آپے سے باہر نہ آئے، ناکامی میں مایوس نہ ہو، نہ اپنی تعریف کرے اور نہ اپنے آپ کو ذلیل کرے، اپنی غلطیوں کا الزام دوسرے پر نہ تھوپے، ایسا ہی شخص مکمل انسان ہو سکتا ہے۔"[24]

3.2. اولاد کی پرورش

موجودہ دور میں ہر شخص دنیا کے دھندوں میں لگ کر اپنے عزیز و اقارب اور گھر بار سے دور ہو چکا ہے، باپ مال کمانے کی دوڑ میں ہے تو ماں بھی اسی فکر میں سرگرداں ہے، اوروں کی تو دور کی بات ہے، اپنی حقیقی اولاد کی تربیت سے بھی غافل ہو چکے ہیں، اس کام کے لیے ملازمہ یا آیا رکھی جاتی ہے، واضح رہے کہ یہ طرزِ عمل اور روش ٹھیک نہیں ہے۔

اولاد کی پرورش کے بارے میں حضرت صوفی خیر محمد نقش بندیؒ فرماتے ہیں:

"اپنی اولاد کی پرورش میں احتیاط سے کام لیں۔ دنیاوی اور دینی تعلیم سے ان کو آراستہ کریں۔ ان کی تربیت عین اسلامی طریقے سے کریں اور خصوصاً موجودہ دور کے ماحول میں ان کے لیے دن رات اللہ تعالیٰ سے دعا کا خواستگار رہنا چاہیے۔ تاکہ وہ بے راہ روی کا شکار نہ ہوں۔ ان کے رویہ میں اخلاص پیدا کریں۔ ان کو نماز قائم کرنے کی تلقین کریں۔ اور نماز کا عادی بنائیں۔ تاکہ وہ اپنی زندگی میں خوشحالی لا سکیں۔"[25]

3.3. اصول کمال کے لیے مدت درکار ہے

ایک روز خواجہ سواگؒ نے ارشاد فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق بچہ نو ماہ تک ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اور معیاد مقررہ کے بعد مکمل ہو کر باہر آتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی نبوت ملی تو 40 سال کے بعد ملی۔ اس فقیر نے پورے 40 سال پیرانِ کبار کی خدمت کی۔ 40 سال بعد پیران عظام سے فیض ملا اور آج کا لوگ یہاں خانقاہ میں آتے ہیں اور ایک رات رہ کر واپس چلے جاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ ہم کامل بن جائیں حالانکہ روز بروز اہل زمانہ کی حالت خراب ہو رہی ہے"[26]

3.4. سادات وعلماء کی خدمت

حضرت پیر سواگ سادات عظام علماء ومشائخ اور فقراء کے ساتھ نہایت ہی تواضع سے پیش آتے۔ ان کی رہائش اور کھانے پر خصوصی توجہ دیتے اور مالی امداد بھی فرماتے۔ علماء کرام کے حوصلہ افزائی فرماتے۔ علماء ومشائخ کی محفل کو ترجیح دیتے۔ کوئی بھی مسئلہ علماء سے مشورہ کیے بغیر بیان نہ فرماتے۔ مطالعہ کتب اور تبلیغ دین متین کا شوق دلاتے۔[27]

3.5. طلباء کی حوصلہ افزائی

جب کوئی طالب علم حاضر خدمت ہوتا تو نہایت خندہ پیشانی سے پیش تے۔ حضرت پیر بارو اسباق کا حال پوچھتے اور کبھی کبھی کوئی سوال بھی فرما دیتے اور ساتھ ہی اس کی وضاحت بھی کرتے۔ طلباء کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ان میں حصول علم کا جذبہ اور شوق پیدا کرتے اور فرماتے:

"علم ہمیشہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے حبیب بر حق رضا کے لیے حاصل کرنا چاہیے۔"

علم پر عمل کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے:

"علم بغیر عمل بیکار ہے"

اگر کوئی طالب علم وظیفہ پوچھتا تو فرماتے:

"علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا تمہارا وظیفہ ہے۔"[28]

3.6. خلاف شرع رسوم کا خاتمہ

حضرت پیر بارو نے جب اپنے علاقہ میں سلسلہ کی اشاعت کا آغاز فرمایا تو اس وقت علاقہ تھل میں جہالت کی وجہ سے خلاف شرع رسومات عام ہو چکی تھیں۔ ان میں سب سے زیادہ گمراہ کن رسم شجر پرستی کی تھی۔ لوگوں میں یہ مشہور تھا کہ فلاں فلاں درخت پر جنات کا ڈیرہ ہے۔ انہوں نے درخت مقرر کر رکھے تھے وہ ان درختوں پر جاتے وہاں مرادیں مانگتے ہیں اور نذریں مانتے۔ آپ کو ان تمام خلاف شرع امور سے سخت نفرت تھی۔ چنانچہ آپ نے ان تمام رسومات کے قلع قمع کے لیے بھرپور قدم اٹھایا اور خواجہ فقیر محمد سجادہ نشین آستانہ عالیہ بارویہ کی سرپرستی میں چند متوسلین کو مقرر کیا۔ ان حضرات نے آپ کی توجہ سے چند دنوں کی محنتِ شاہکار کے ساتھ دور دور علاقوں میں جا کر اس رسم قبیح کا خاتمہ کیا۔ اس سلسلہ میں جاہل لوگوں کی مخالفت کے باوجود کارکنوں نے انتہائی ثابت قدمی کا ثبوت دیا اور کامیاب ہوئے جن علاقوں میں یہ کاروائی کی گئی ان میں تاجہ شمالی، نہر حیات کے گردونواح، نزد بھل اڈا، ٹر کو اڈا، بنگلہ یاسمین وغیرہ شامل ہیں۔ میں غرض یہ کہ جہاں کہیں خلاف شریعت رسوم وعادات تھی اطلاع ملی آپ نے وہاں پہنچ کر ان رسومات کا خاتمہ کیا۔[29]

3.7. خیالات کو پاکیزہ رکھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث نقل فرماتے ہیں:

"عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث"[30]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بدگمانی سے احتراز کرو کیوں کہ یہ سب سے جھوٹی بات ہے۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾[31]

(جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ تم اپنے دلوں کی بات کو ظاہر کرو گے یا چھپاؤ گے تو خدا تم سے اس کا حساب لے گا پھر وہ جسے چاہے مغفرت کرے اور جسے چاہے عذاب دے۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔)

مذکورہ آیت پر اگر غور کیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اس سے پہلے خدا بزرگ و برتر نے گواہی کو ظاہر کرنے کا حکم فرمایا اور گواہی کو پوشیدہ رکھنے سے منع فرمایا۔ لہٰذا کوئی شخص اگر بات کو جانتے ہوئے اصل بات چھپائے تو اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا ہے ضرور حساب لے گا۔

جیسے خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کے سارے افعال کا حساب لیں گے ان افعال کا جو کوئی شخص کر چکا اور اس بات کا بھی کہ جس چیز کے پوشیدہ رکھنے اور جس چیز کے ظاہر کرنے کا حکم فرمایا کیا بندے نے اس پر عمل کیا؟

خواجہ فضل علی شاہؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

"جو شخص بیداری میں اپنے خیالات پاکیزہ رکھتا ہے، خواب میں اس کے خیالات خراب نہیں ہوتے، اگر خواب میں کوئی حسین صورت نظر آجاتی ہے تو میں فوراً اس سے منہ پھیر لیتا ہوں۔ یہ بیداری کے وقت محتاط رہنے کا ہی نتیجہ ہے۔"[32]

3.8. صاحب شریعت پیر

حضرت خواجہ فضل علی شاہ قریشیؒ عباسی مسکین پوری لوگوں کو صاحب شریعت پیر کی پیروی کرنے کی ہدایت فرماتے۔ جیسا کہ آپؒ فرماتے ہیں:

"جب مجھے پیر پکڑنے کا خیال ہوا تو ایک شخص خلاف شرح 15 روز تک برابر خواب میں آتا رہا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ شیطان ہے اور مجھے غیر متشرع پیر کی جانب راغب کرنا چاہتا ہے۔ صاحب پیر ہو تو صاحب شریعت ہو ورنہ شیطان سے بھی بدتر ہے۔"

چوں بَسے اِبلیس آدم روئے ہست

پَس بہر دستے نشاید داد دست[33]

(چونکہ آدم کی روح میں ابلیس بسی ہے اس لیے ہر ہاتھ کو ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔)

حیا

حیا کے بارے میں خواجہ محمد اسد المعروف پیر پٹھان رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حیا کے معنی یہ ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حق میں وہ بات نہ کہے جس کا وہ اہل نہ ہو۔ اور گناہوں کو صرف حیا کی وجہ سے ترک کرے نہ کہ خوف الہیٰ کے باعث۔ اس کی اطاعت و عبادت اور دل میں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ میری ہر فعل و حرکت سے خبردار ہے اس لیے اس سے شرماتا رہے۔[34]

3.9. انسانی جسم میں دل کا مقام

دل انسان کے جسم میں انتہائی اہم عضو ہے، جیسے آنکھ ایک عضو ہے جس سے ہم دیکھتے ہیں، زبان ایک عضو ہے جس سے ہم بولتے ہیں، کان ایک عضو ہے جس سے ہم سنتے ہیں، ہاتھ پاؤں بھی اسی جسم کے اعضاء ہیں۔

آپؒ فرماتے ہیں:

دل بھی اس جسم کا ایک عضو ہے، ایک حصہ ہے۔ تم نے آنکھ سے تو کام لیا، ناک سے کام لیا، منہ سے لیا، کان سے لیا، زبان سے لیا، تم نے دل سے کام کیوں نہیں لیا۔ دل تو ایک عضو تھا جسم کا اللہ نے آنکھ کے ساتھ تذکرہ نہیں فرمایا۔ کسی اور عضو کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ رب نے براہ راست دل کا تذکرہ فرمایا ہے[35]:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾[36]

(یعنی) جو لوگ ایمان لاتے اور جن کے دل یادِ خدا سے آرام پاتے ہیں (ان کو) اور سن رکھو کہ خدا کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں۔

اگر انسان کا دل تشویش میں مبتلا ہو تو آنکھ خود تشویش کا اظہار کرتی ہے آپ کسی کی آنکھ کو دیکھیں تو بتا سکتے ہیں کہ یہ بندہ خوش ہے، یہ بندہ مطمئن ہے۔ آنکھ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بندہ بہت پریشان ہے، بہت غصہ میں ہے یا بڑی حیا والا ہے تو آنکھ نے بے شمار چیزیں بتا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے دل کی طرف اشارہ فرمایا کہ بات دل سے نکلتی ہے اس کا اظہار آنکھ سے ہوتا ہے۔ دل سے بات نکلی تو اظہار زبان سے بھی ہوا، دل سے اشارہ ہوا تو انسان کے ہاتھ اور پاؤں سے بھی اشارہ ہو، تو ساری انسان کی سلطنت کا تعلق انسان کی حاکم دل کے ساتھ ہے اس جسم کا حاکم دل ہے۔

3.10. وعظ و نصیحت

صوفیائے نقشبند نے ہمیشہ وعظ و نصیحت کو اپنا طرۂ امتیاز بنایا جیسا کہ

سید مولانا محمد شاہ قریشی نقشبندی مسلسل چالیس سال سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خدمت سر انجام دے رہے ہیں، اکثر و بیشتر اندرون و بیرون ملک تبلیغی و دعوتی اسفار میں رہتے ہیں، پاکستان کے اکثر چھوٹے بڑے شہروں اور دیہاتوں میں آپ کے بیانات ہوتے ہیں۔ ہر مہینے لگ بھگ پچاس اور اس سے زیادہ پروگرام ہونا عام معمول ہے۔[37]

سید مولانا محمد شاہ قریشی نقشبندی کی اسی مسلسل، انتھک جدوجہد و محنت کا نتیجہ ہے کہ آپ نے عالم اسلام میں ایک خاموش روحانی انقلاب برپا کر دیا ہے، جس کے نتیجے میں بلا مبالغہ لاکھوں اہل اسلام توبہ تائب ہو کر اتباع سنت و اطاعت شریعت کے پابند ہو چکے ہیں، لاکھوں لوگوں نے آپ کی تلقین پر اپنے چہروں کو ڈاڑھی کی سنت سے سجایا، لاکھوں لوگ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نسبت حاصل کر چکے ہیں، سینکڑوں چور ڈاکو توبہ تائب ہو کر آپ سے بیعت ہوئے اور اچھے انسان بنے سینکڑوں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں، آپ اپنے ہر بیان میں آقائے نامدار، تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی ایسی چاشنی گھولتے ہیں کہ سامعین کے سینے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہو جاتے ہیں، آپ کی گفتگو میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھی ہے کہ ہر آنکھ اشک بار ہو جاتی ہے، آپ کی طرف علما کا رجوع اس کثرت سے ہے کہ گویا آپ مقناطیس ہیں جس کی طرف علماء کھنچے چلے آتے ہیں۔[38]

3.11. سلوک کا مقصد مقام احسان کا حصول

ایک روز حضور حضرت پیر سواگؒ نے ارشاد فرمایا کہ منازل سلوک طے کرنے اور مشائخ عظام کی متابعت کا اصلی مقصد مقام "احسان" کا حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ حضور حضرت صاحب نے تسبیح خانہ سے مشکوۃ شریف "منگوا کر درج ذیل حدیث شریف بیان فرمائی:

"عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد۔۔۔ کانک تراہ فان لم تکن تراہ نانہ یراک"[39]

(حضرت امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں موجود تھے۔ ہمارے سامنے ایک شخص ظاہر ہوا، جس کے کپڑے نہایت سفید اور سر کے بال بہت زیادہ سیاہ تھے۔ اُس کی شکل سے سفر کی تکان ظاہر نہ ہوتی تھی اور پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ وہ کسی اور سے نہ تھا اور نہ ہم میں سے کوئی تھا۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھا اور اپنے دونوں گھٹنوں کو حضور علیہ السلام کے دونوں گھٹنوں سے ملا دیا اور اپنے دونوں ہاتھ حضور علیہ السلام کی دونوں رانوں پر رکھ دیے اور عرض کیا: "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بتائیں کہ اسلام کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی شہادت دے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں، اور اس بات کی شہادت دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور تو نماز قائم کرے، اور زکوۃ ادا کرے، اور رمضان شریف کے روزے رکھے، اور بیت اللہ شریف کا حج کرے بشر طیکہ تو راستے کی طاقت رکھتا ہو۔" سائل نے کہا: "آپ نے سچ فرمایا!" ہمیں تعجب ہوا کہ سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر سائل نے پوچھا: "ایمان کیا ہے؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو اللہ تعالیٰ، اُس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے نبیوں، اور روز قیامت کو مان لے کہ یہ سب حق ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا فرمایا اور وہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو ہدایت خلق کے لیے بھیجا ہے اور اُن پر کتابیں نازل کی ہیں۔ یہ سب حق ہیں اور قیامت کا روز آنے والا ہے اور بر حق ہے۔ نیکی اور بدی کی تقدیر کو بھی مان لے، یہ سب حق ہیں۔" سائل نے پھر کہا: "آپ سچ فرماتے ہیں۔" پھر سوال کیا: "بتائیں احسان کے کیا معنی ہیں؟" سرکار نے فرمایا: "احسان کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر کہ تو اسے دیکھ رہا ہو۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو یہ سمجھ کر عبادت کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔)

مذکورہ بالا حدیث حضور حضرت نے بطور دلیل کے پیش فرمائی۔ قرآن کریم میں بھی انسان کی پیدائش کا مقصود عبادت فرمایا گیا ہے۔ اور حقیقی عبادت وہ ہے جو خشوع و خضوع، اخلاص اور نہایت عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے ادا کی جائے۔ جس میں ذوق، حلاوت اور اطمینان قلب موجود ہو۔ اور اطمینان بغیر ذکر الٰہی کے حاصل ہونا بالکل ناممکن ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: أَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی تسکین قلب ہوتی ہے۔) جس ذکر سے لذت شیرینی اور خشوع و خضوع اور اخلاص حاصل ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

حضرات مشائخ کرام نے جتنے طریقے بیان فرمائے ہیں اُن کا مقصد ایک چیز ہے کہ عبادت میں ذوق اور حلاوت حاصل ہو اور سلوک حاصل کرنے والا ذکر و فکر اور مراقبہ کے زینہ سے آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے درجۂ احسان حاصل کرے۔ اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی حقیقت کو سمجھ کر اپنے آپ کو اس کا اہل بنائے۔

اول: الصلوۃ معراج المؤمنین یعنی نماز مومن کے لیے معراج ہے۔

دوم: قرۃ عینی فی الصلوۃ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ ان مراتب اور درجوں کا حاصل ہونا مشائخ کرام کی تابعداری پر منحصر ہے۔[40]

خلاصہ کلام

ڈیرہ غازی خان کے صوفیائے نقشبند نے مجدد الف ثانیؒ کی اصلاحی فکر کو زندہ رکھا اور معاشرتی و روحانی اصلاح میں نمایاں کردار ادا کیا۔ انہوں نے نفس کی تربیت، تصوف کی اصل روح اور شریعت کی پابندی پر زور دیا۔ ان کی تبلیغ واصلاح سے علاقے میں دین کی روشنی پھیلی اور اخلاقی اقدار فروغ پائے۔ ان کی تعلیمات آج بھی لوگوں کے دلوں میں نیکی اور تقویٰ کی روح جگاتی ہیں۔

حوالہ جات:

[1] مولانا علی مرتضیٰ نقشبندی، کشکولِ گدائی (مقامِ اشاعت ندارد: مکتبہ ندارد، سن ندارد)، ص190۔

Mawlana Ali Murtaza Naqshbandi, Kashkol-e-Gadayi (n.p.: n.p., n.d.), 190.

[2] کشکولِ گدائی، ص90۔

Kashkol-e-Gadayi, 90.

[3] ایضاً، ص188۔

Ibid., 188.

[4] کشکول گدائی ص،187۔

Kashkol-e-Gadayi, 187.

[5] قاضی، جمیل احمد، عزیز عالم، (ڈیرہ غازی خان: لاڈن شریف دری میرو)، ص20

Qazi, Jamil Ahmed, Aziz Alam (Dera Ghazi Khan: Laden Sharif Dar-e-Miro), 20.

[6] ایضاً، ص25۔

.Ibid., 25

[7] محمد عبدالمجید فاروقی نقشبندی، سوانح حیات حضرت علامہ قریشیؒ (مظفر گڑھ: مدرسہ عربیہ جامعہ قاسمیہ چوک منڈا، سن ندارد)،243۔

Muhammad Abdul Majeed Farooqi Naqshbandi, Sawaneh Hayat Hazrat Allama Qureshi (Muzaffargarh: Madrasa Arabia Jamia Qasmia Chowk Munda ,n.d.), 243.

[8] القرآن،53:28۔

Al-Qur'an, 53:28.

[9] صاحبزادہ محمد، درِ مکنون (گجرات: مکتبہ اسدیہ، سن ندارد)، ص25۔

Sahibzada Muhammad, Durr-e-Maknoon (Gujrat: Maktaba Asadia, n.d.), 25.

[10] کشکولِ گدائی، ص180۔

Kashkol-e-Gadayi, 180.

[11] ایضاً، ص161۔

Ibid., 161.

[12] صاحبزادہ احمد حسن الحسنی، فیوضاتِ حسنیہ (لیہ: مکتبہ حسن یا مجددیہ دربارِ عالیہ سواگ شریف، 1990ء)، ص182۔

Sahibzada Ahmed Hassan Al-Hasani, Faizan-e-Hasania (Layyah: Maktaba Hassan Ya Mujaddidiya Darbar-e-Aliya Sawag Sharif, 1990), 182.

[13] ایضاً، ص156۔

Ibid., 156.

[14] محی الدین ابن عربی، الفتوحات المکیۃ، جلد1(بیروت: دار صادر، 1997ء)، ص345۔

Muhyiddin Ibn Arabi, Al-Futuhat al-Makkiyya, vol. 1 (Beirut: Dar Sader, 1997), 345.

[15] ابو القاسم القشیری، الرسالۃ القشیریۃ فی علم التصوف، تحقیق: معروف زریق و علی عبد الحمید بلطجی (بیروت: دار الخیر، 1998ء)، ص132۔

Abu al-Qasim Al-Qushayri, Al-Risala al-Qushayriyya fi ‘Ilm al-Tasawwuf, ed. Ma‘ruf Zariq and Ali Abdul Hamid Baltaji (Beirut: Dar al-Khair, 1998), 132.

[16] فیوضاتِ باروِیہ، ص177۔

Fayuzat-e-Barviya, 177.

[17] فیوضاتِ باروِیہ، 177۔

Fayuzat-e-Barviya, 177.

[18] فیوضاتِ باروِیہ، ص64۔

Fayuzat-e-Barviya, 64.

[19] نقشبندی، سوانح حیات حضرت علامہ قریشیؒ، ص235۔

Naqshbandi, Sawaneh Hayat Hazrat Allama Qureshi, 235.

[20] مقاماتِ فضلیہ، ص164۔

Maqamat-e-Fazliya, 164.

[21] مقاماتِ فضلیہ، ص187۔

Maqamat-e-Fazliya, 187.

[22] محمد اسحاق، ملفوظاتِ مرتضویہ (ڈیرہ غازی خان: مکتبہ نقشبندیہ، سن ندارد)، ص18۔

Muhammad Ishaq, Malfuzat-e-Murtazviya (Dera Ghazi Khan: Maktaba Naqshbandia, n.d.), 18.

[23] ایضاً، ص17۔

Ibid., 17.

[24] کشکولِ گدائی، ص162۔

Kashkol-e-Gadayi, 162.

[25] فیوضاتِ خیریہ، ص89۔

Fayuzat-e-Khayriya, 89.

[26] ایضاً، ص182۔

Ibid., 182.

[27] فیوضاتِ باروِیہ، ص48۔

Fayuzat-e-Barviya, 48.

[28] ایضاً، ص48۔

Ibid., 48.

[29] فیوضاتِ باروِیہ، ص56۔

Fayuzat-e-Barviya, 56.

[30] معمر بن ابی عمر وراشد الازدی، الجامع، اشاعتِ دوم، جلد 11 (بیروت: المکتب الاسلامی، 1403ھ)، ص169، رقم الحدیث: 20228۔

Ma'mar bin Abi Amr Rashid Al-Azdi, Al-Jami', 2nd ed., vol. 11 (Beirut: Al-Maktab Al-Islami, 1403 AH), 169, Hadith 20228.

[31] القرآن، 2:284۔

Al-Qur'an, 2:284.

[32] مقاماتِ فضلیہ، ص100۔

Maqamat-e-Fazliya, 100.

[33] ایضاً، ص102۔

Ibid., 102.

[34] صاحبزادہ محمد، درِ مکنون، ص27۔

Sahibzada Muhammad, Durr-e-Maknoon, 27.

[35] محمد شاہ قریشی، خطباتِ سالکین (مسکین پور شریف: خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ، 2023ء)، 36۔

Muhammad Shah Qureshi, Khutbat-e-Salikin (Miskinpur Sharif: Khanqah Naqshbandia Mujaddidiya Fazlia, 2023), 36.

[36] القرآن، 13:28۔

Al-Qur'an, 13:28.

[37] قریشی، خطباتِ سالکین، ص36۔

Qureshi, Khutbat-e-Salikin, 36.

[38] قریشی، خطباتِ سالکین، ج1، ص30۔

Ibid., vol. 1, 30.

[39] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، جلد 1 (بیروت: دار احیاء التراث، سن ندارد)، ص28، رقم الحدیث: 1۔

Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim, vol. 1 (Beirut: Dar Ihya al-Turath, n.d.), 28, Hadith 1.

[40] الحسنی، فیوضاتِ حسنیہ، ص234۔

Al-Hasani, Fayuzat-e-Hasania, 234.